بانی
شیخ المشائخ صادق المحققین فی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ

مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا تبلیغی و اصلاحی ترجمان

ماہنامہ

دعوۃ الحق

ذوالحجہ ۱۴۴۳ھ مطابق جولائی ۲۰۲۲ء

اپنے کو باکمال سمجھنے کا نقصان

کامل نہ بننے کا سبب کیا ہے؟ جب ناقص اپنے آپ کو کامل سمجھتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ میرے اندر کوئی نقص نہیں، ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں اصلاح بھی نہیں کراتا، اس لئے ناقص ہی رہ جاتا ہے، درجۂ کمال تک نہیں پہونچ پاتا۔ اور جس شخص کی نظر اپنے عیوب اور خامیوں پر ہوتی ہے اس کو اپنی اصلاح کی فکر ہوتی ہے، وہ اپنی اصلاح کراتا ہے، اس لئے یہ ناقص اصلاح سے کامل ہوجاتا ہے۔

شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ

زیر سرپرستی
طبیب الامۃ مرجع العلماء عارف باللہ حضرت اقدس شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم

ماہنامہ

دعوۃ الحق

ذوالحجہ ۱۴۴۳ھ مطابق جولائی ۲۰۲۲ء جلد نمبر ۱۹ شمارہ نمبر ۹

بانی و بفیضِ دُعا

شیخ المشائخ عارف باللہ محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست

طبیب الامت مرجع العلماء عارف باللہ حضرت اقدس شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم

ناظم اعلیٰ مرکز مجلس دعوۃ الحق

مدیر اعلیٰ

حکیم وصی اللہ

ناظم مقامی مجلس دعوۃ الحق

مدیر مسئول

مولانا قاری محمد عارف رحیمی صاحب

ترتیب وتقدیم

علمائے مقامی مجلسِ دعوۃ الحق

طابع وناشر

طابع وناشر حکیم وصی اللہ نے

جے۔یم۔پراسس چینئی سے چھپوا کر دفترِ دعوۃ الحق پرنام بٹ سے شائع کیا

اندرون ملک

قیمت فی پرچہ..... ۱۰ روپے

سالانہ زرِتعاون..... ۱۰۰ روپے

ششماہی زرِتعاون..... ۵۵ روپے

منجانب

مقامی مجلس دعوۃ الحق، پرنام بٹ

خط وکتابت وترسیل کا پتہ

مقامی مجلس دعوۃ الحق، پرنام بٹ، ٹملناڈو۔(انڈیا)

DAWAT-UL-HAQ

#43 Mulla Street, Pernambut - 635 810.
(Vellore Dist. Tamil Nadu) INDIA
Email: mudeer@dawatulhaq.in
www.dawatulhaq.in

آئینہ

ہر نصیحت ہمارے لئے آئینہ ہے آیئے اپنی سدھار کی فکر کریں

شمار	عناوین	شخصیات	صفحہ
۱	ذکر وفکر	مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ	۳
۲	خزائن القرآن	حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی رحمۃ اللہ علیہ	۶
۳	خزائن الحدیث	شفیق الامت حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب مدظلہ العالی	۱۱
۴	اشرف النصائح	حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ	۱۴
۵	معارفِ ابرار	شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ	۱۷
۶	فیضانِ کلیم	طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم	۱۹
۷	دردِ دل کی آہ وفغاں	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۱
۸	دُرویش کی پند ونصائح	حضرت مولانا شرف الدین یحییٰ منیری نور اللہ مرقدہٗ	۲۴
۹	سیرتِ خاصانِ حق	عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڈھی نور اللہ مرقدہٗ	۲۶
۱۰	دردِ محبت	سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ	۲۸
۱۱	مسائل واحکام	فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ	۲۹
۱۲	انوارِ سنت	عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ	۳۰
۱۳	مہلکات	شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ	۳۱
۱۴	اسلامی عقائد	شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ	۳۲

نفس کی ہر وقت دیکھ بھال کرتا رہے، نفس کی چال بڑی باریک اور خفیہ ہوتی

دینی کتب ورسائل کا احترام ہر مسلمان کا فرض ہے

ذی الحجۃ الحرام ۱۴۴۳ھ

اخلاق کا بیان

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب نوراللہ مرقدہ

جاننا چاہئے کہ خَلق اور خُلق جدا جدا دو لفظ ہیں۔ خَلق سے مراد صورتِ ظاہری ہے اور خُلق سے مراد صورتِ باطنی، کیونکہ انسان جس طرح جسم سے ترکیب دیا گیا ہے اور ہاتھ پاؤں اور آنکھ کان وغیرہ اعضاء اس کو مرحمت ہوئے ہیں جن کا قوتِ بصارت یعنی چہرے کی آنکھیں اِدراک کرسکتی ہیں، اسی طرح انسان روح اور نفس سے ترکیب دیا گیا ہے اور اس کا اِدراک بصیرت یعنی دل کی آنکھ کرتی ہیں۔ یہ ترکیب ان ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتی، اور ان دونوں ترکیبوں میں حق تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو جدا جدا صورت اور قسم قسم کی شکلوں پر پیدا فرمایا ہے کہ کوئی صورت اور سیرت حسین اور اچھی ہے اور کوئی سیرت اور صورت بری ہے بھونڈی ہے۔ ظاہری ہیئت اور شکل کو صورت کہتے ہیں اور باطنی شکل اور ہیئت کو سیرت کہتے ہیں۔ سیرت کا مرتبہ صورت سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ اس کو حق تعالیٰ نے اپنی جانب منسوب کیا ہے ''وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ'' یعنی آدم علیہ السلام کے پتلے میں میں نے اپنی روح کو پھونک دیا۔ اس آیتِ کریمہ میں روح کو اپنا کہہ کر ذکر فرمایا اور ''قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ'' یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے کہ روح میرے پروردگار کا امر ہے۔ اس میں اس امر کا اظہار فرمایا ہے کہ روح امر ربی ہے اور جسم

کی طرح سفلی اور خاکی نہیں ہے، کیونکہ جسم کی نسبت مٹی کی جانب فرمائی ہے جیسا کہ ارشاد ہے: ''وَاِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ'' اس مقام پر روح سے مراد وہ شے ہے جو حق تعالیٰ کے الہام اور القاء سے اپنی اپنی استعداد کے موافق اشیاء کی معرفت اور اِدراک حاصل کرتی ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ زیادہ قابل لحاظ امر ربّانی یعنی سیرتِ انسانی ہے کہ جب تک اس باطنی ترکیب کی شکل اور ہیئت میں حُسن موجود نہ ہوگا اس وقت تک انسان کو خوب سیرت نہیں کہا جاسکتا اور چونکہ اس صورت کے اعضاء ہاتھ پاؤں کی طرح سیرت کو بھی اللہ تعالیٰ نے باطنی اعضاء مرحمت فرمائے ہیں جن کا نام قوتِ علم وقوتِ غضب وقوتِ شہوت وقوتِ عدل ہے۔ لہٰذا جب تک یہ چاروں اعضاء سڈول اور متناسب اور حد اعتدال پر نہ ہوں گے اس وقت تک سیرت کو حسین نہیں کہا جائے گا۔ ان باطنی اعضاء میں جو بھی کمی بیشی ہوگی اس کی مثال ایسی ہوگی جیسے کسی کی ظاہری شکل وصورت جسمیہ میں افراط وتفریط ہو کہ پاؤں مثلاً گز بھر ہوں اور ہاتھ تین گز کے یا ایک ہاتھ مثلاً آدھا گز کا ہو اور دوسرا گز بھر کا اور ظاہر ہے کہ ایسا آدمی خوبصورت نہیں کہا جائے گا پس اسی طرح اگر کسی کی قوت غضبیہ مثلاً حد اعتدال سے کم ہے اور قوت شہوانیہ اعتدال سے بڑھی ہوئی ہے تو اس کو خوب سیرت نہیں کہہ سکتے اب ہم چاروں اعضائے مذکورہ کا اعتدال اور تناسب اور حُسن بیان کرتے ہیں۔

اول قوت علم اس کا اعتدال یہ ہے کہ انسان اس کے ذریعے سے اقوال کے

اندر سچ جھوٹ میں امتیاز اور اعتقادات کے متعلق حق اور باطل میں فرق کر سکے اور اعمال میں حُسن وقبیح یعنی اچھا اور بُرا پہچان سکے۔ پس جس وقت یہ صلاحیت پیدا ہو جائے گی تو اس وقت حکمت کا وہ ثمرہ پیدا ہوگا جس کو حق تعالیٰ بایں الفاظ ارشاد فرماتے ہیں۔

''وَمَنْ يُّؤْتَى الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا'' یعنی جس کو حکمت عطا ہوئی اس کو خیر کثیر عطا ہوئی، اور حقیقت میں تمام فضیلتوں کی اصل اور جڑ یہی ہے۔

دوم وسوم قوتِ غضب اور قوتِ شہوت اُن کا اعتدال اور حُسن یہ ہے کہ دونوں میں قوتیں حکمت وشریعت کے اشارے پر چلنے لگیں اور مہذب اور مطیع شکاری کتے کی طرح شریعت کے فرماں بردار بن جائیں کہ جس طرح بھی شریعت ان کو چلائے بلا عذر وبلا تامل اُس جانب چلنے لگیں اور جس طرف سے روکے فوراً رُک جائیں۔ چہارم قوتِ عدل اس کا اعتدال یہ ہے کہ قوتِ غضب اور شہوت دونوں کی باگ اپنے ہاتھ میں لے اور ان کو دین اور عقل کے اشارے کے ماتحت بنائے رکھے، گویا عقل تو حاکم ہے اور یہ قوتِ عدل اس کی پیشکار ہے کہ جدھر حاکم کا اشارہ پاتے ہیں فوراً اسی جانب جھک جاتے ہیں اور اس کے موافق احکام جاری کر دیتے ہیں اور قوتِ غضبیہ اور شہوانیہ گویا شکاری مرد کے مہذب کتے ہیں یا فرماں بردار گھوڑے کی طرح ہیں کہ ان میں حاکم کا حکم اور ناصح کی نصیحت کا نفاذ اور اجراء ہوتا ہے پس جس وقت یہ حالت قابلِ اطمینان اور لائق تعریف ہو جائے گی اس وقت انسان صاحبِ حُسنِ خُلق اور خوب سیرت کہلائے گا۔

حج عاشقانہ عبادت ہے

حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ۔ (البقرۃ ۲:۱۹۷)

اللہ کا عاشق: حج عاشقانہ عبادت ہے، تو اگر آدمی شروع سے یہ نیت کرلے کہ میں اللہ تعالیٰ کا عاشق ہوں اور میرا سفر یہ عاشقانہ ہے تو عاشق میں تکبر نہیں ہوتا، اور جب تکبر نہ ہو تو لڑائی نہیں ہوتی، لڑائی ہمیشہ آتی ہے جب آدمی تکبر کرے کہ میری رائے کے خلاف کردیا، لیکن جس نے اپنے آپ کو مٹادیا، اپنی ہستی کو مٹادیا وہ عشق کے اندر مستغرق ہوگیا، اپنے آپ کو مٹایا تو عاشق بے چارہ جو ہے وہ کبھی تکبر نہیں کرے گا تو یہ جو آیت میں نے پڑھی ہے اس آیت کریمہ میں اللہ فرماتے ہیں کہ حج چند مہینوں کا نام ہے شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کا تو ذی الحجہ کے دس دن آگئے، ذی قعدہ کا پورا مہینہ آگیا شوال کا پورا مہینہ آگیا۔

سوال: آپ کہیں گے جی حج تو نام ہے پانچ دنوں کا تو یہ کیسے نام ہوگیا کئی مہینوں کا؟

جواب: کئی مہینوں کی وجہ یہ ہے کہ حج کیلئے احرام باندھنا پیدل حج کیا تو بعضے ایک سال میں پہنچے اور بعضے دو سال میں پہنچے۔

آداب حج: لیکن اللہ پاک فرماتے ہیں حج چند مہینوں کا نام ہے ''فَمَنْ فَرَضَ

فِيهِنَّ الْحَجَّ ''جس نے یہاں حج کا احرام باندھ لیا ''فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ''اب شہوت کرنا تو درکنار، شہوت کی بات بھی نہ کرے، گناہ بھی نہ کرے، اور آپس میں جھگڑا بھی نہ کرے۔

ایک عجیب انداز: اب دیکھو نا بظاہر ہونا تو یہ چاہئے تھا نا کہ جب تو نے احرام حج کیلئے باندھ لیا اور عاشق بن گیا اس میں بڑی مقدس عبادت کیلئے جانے لگا ہے تو جھگڑے نہ کرنا گناہ نہ کرنا شہوت کی بات نہ کرنا لیکن یوں نہیں فرمایا جس نے حج کا احرام باندھ لیا تو حج میں تو شہوت کی بات ہے ہی نہیں، حج میں تو جھگڑنا ہے ہی نہیں، تو کہنا تو یہ چاہئے تھا نا کہ جھگڑا نہ کرو اللہ کہتے ہیں کہ جھگڑا ہے ہی نہیں، اس میں گناہ ہے ہی نہیں اور اس میں شہوت کی بات ہے ہی نہیں تو یہ کلام کے اندر مبالغہ ہے، کرنے کا تب اہتمام ہے جب اس میں گنجائش ہو جب احرام باندھ لیا یہ چیزیں تو ہیں ہی نہیں، کہ اس کی ذرہ برابر بھی گنجائش نہیں معنی کیا بن گیا کہ ذرہ برابر بھی اس کی گنجائش نہیں۔

حج عاشقانہ ادا: لیکن میں ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ حج اصل میں عاشقانہ عبادت ہے، ہر ایک جانتا ہے کہ عشق کی دو منزلیں ہیں ایک منزل عشق کی کیا ہے کہ محبوب کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں ان کو چھوڑ دے، اگر تیری محبت محبوب سے ہے تو محبوب کی خاطر ماسوائے محبوب کے سب ترک کر دے۔ یہ محبت کی پہلی منزل سے گذر گیا، اب اسے حق پہنچتا ہے کہ محبوب سے ملاقات کرے، میرا تو وہ بھی محبوب ہے، میرا تو

وہ بھی محبوب ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ محبت کے دعوے میں سچا نہیں اگر محبت کے دعوے میں سچا ہے تو ایک ہی محبوب ہے اسی سے محبت ہونی چاہئے اس کے مقابلے میں کوئی اور محبوب ہے تو یہ نہیں محبوب یہ چاہے گا کہ میرے ساتھ اگر محبت ہے، تو میرے ماسواء کو چھوڑ دے۔

محبت کی پہلی منزل: تو یہاں محبت کی پہلی منزل کیا ہے اے اللہ سے محبت اور عشق کرنے والے! اللہ کہتا ہے میرے دربار میں آنا چاہتا ہے میرے گھر بیت اللہ میں آنا چاہتا ہے؟ اور جن میدانوں میں میں کہوں تو وہاں جانا چاہتا ہے؟ میں کہوں گا آج منٰی میں ہوں پانچ نمازیں وہاں پڑھنا اور دیکھنا اگلے دن میں عرفات میں جاؤں گا، میری تجلیات عرفات میں ہوں گی، اور ظہر سے لے کر مغرب تک میری تجلیات عرفات کے میدان میں پڑیں گیں اور مغرب کے وقت میں مزدلفہ میں آجاؤں گا اور رات مزدلفہ میں میری تجلی آجائے گی اور مزدلفہ میں رات گذار کر فجر کی نماز پڑھ کے اب تو نے پھر منٰی کی طرف چلے جانا اور وہاں تم نے پھر اگلا دن (دسویں تاریخ) بھی اس سے اگلا دن (گیارہویں تاریخ) بھی پھر اس سے اگلا دن (بارہویں تاریخ) بھی اور دل چاہے تو اس سے بھی اگلا دن (تیرہویں تاریخ) بھی اس مقام پر رہ سکتا ہے اب محبوب نے کہا مجھ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے میرے گھر میں آنا چاہتا ہے اور جہاں جہاں میں جاؤں میری تجلیات جائیں اس مقام پہ جانے والے اگر میرے گھر میں آنا چاہتا ہے تو میرے

ماسواء کو پہلے ترک کر، اگر ترک کرے گا تو میرے دربار میں آئے گا۔

لیکن اگر میرے ماسواء کو ترک نہیں کیا اور دعویٰ محبت کا میرے ساتھ کر کے میرے ماسواء کو تو نے ترک نہیں کیا تو تیری محبت مجھے قبول نہیں ماسواء کو ترک کر اللہ جی آپ کا ماسواء تو ساری کائنات ہے تو ساری کائنات کو چھوڑ پھر میرے پاس آ کیونکہ محبوب کا ماسواء ساری کائنات ہے تو ساری کائنات کو چھوڑ اور پھر میرے دربار میں آ۔

ایک سوال: اللہ جی ساری کائنات کو میں کیسے چھوڑوں نہ امریکہ کو چھوڑوں نہ آسٹریلیا کو چھوڑوں جو بیس ہزار میل مغرب کی طرف ہے بیس ہزار میل مشرق کی طرف ہے تو میں ان کو چھوڑوں، کیسے چھوڑوں؟

جواب: فرمایا بات یہ ہے کہ ساری کائنات کا خلاصہ دو چیزیں ہیں کیا ساری کائنات میں کوئی آدمی نوکری کرتا ہے کوئی آدمی آسٹریلیا جاتا ہے کوئی امریکہ جاتا ہے، ملازمتیں تلاش کرتا ہے، کوئی ٹھیکیدار بنتا ہے، کوئی زمیندار بنتا ہے زمینوں کو خریدتا ہے، کوئی وزیر بننے کی فکر کرتا ہے عہدے لیتا ہے کوئی تجارت کرتا ہے کوئی کاروبار کرتا ہے تو سارا نظام کائنات اگر غور کر کے دیکھا جائے تو یا شہوت بطن کیلئے ہے، یا شہوت فرج کیلئے ہے، یعنی ساری کائنات ان دو چیزوں کیلئے ہے پیٹ کی شہوت کو پورا کرنا اور فرج کی شہوت پورا کرنا، اللہ پاک نے فرمایا کہ حج کہتے ہیں مجھ سے ملاقات اور مجھ سے ملاقات کرنے کا جو پہلا زمانہ ہے وہ زمانہ ہے رمضان المبارک کا، رمضان المبارک کا زمانہ پہلے آیا اور ختم ہوتے ہی حج شروع ہو گیا۔

ایک عجیب ترتیب: رمضان کا زمانہ دیکھو نا جس وقت میں رمضان ختم ہوا اُسی

آن میں حج شروع ہوا، یعنی حج کا زمانہ شوال سے شروع ہوگیا جب شوال شروع ہوگیا تو رمضان المبارک کے زمانے کے اندر اللہ نے کہا تو شہوت بطن بھی چھوڑ دے شہوت فرج بھی چھوڑ دے، اگرچہ حلال چیز کا روٹی کا کھانا تیرے لئے جائز پانی کا پینا تیرے لئے جائز، اور بیوی سے ملاقات کرنا تیرے لئے جائز ہے لیکن میری خاطر ان جائز کو بھی چھوڑ دے، مرا مطلب ہے جو جائز چیزیں میری خاطر تو نے اپنے اوپر حرام کردیں تو جو پہلے سے حرام اور ناجائز وہ تمام محرمات کو چھوڑنا اور میری خاطر حلال چیزوں کو چھوڑنا، شہوت بطن بھی چھوڑ دے شہوت فرج بھی چھوڑ دے اور روزہ رکھا۔

اور ساری کائنات شہوت بطن کیلئے ہے یا شہوت فرج کیلئے ہے، مقدمات یا معدات یا مکملات یا محسنات یا مزینات یا اسباب یا شرائط یا تابع ہونے یا توابع ہونے کے اعتبار سے ایک واسطہ کے اعتبار سے یا کئی واسطوں سے۔

مطلب ہے کہ جس رنگ میں بھی لے لو ساری کائنات اس کیلئے ہے یعنی یا اس کو حسن دینے والی یا اس کو مدد دینے والی یا اس میں معدات ذریعہ بننے والی لیکن ہے ساری یا شہوت بطن، یا شہوت فرج کیلئے ہے، یہ خلاصہ ہے تو ان کا چھوڑنا گویا ساری کائنات کا چھوڑنا اور ساری کائنات کو چھوڑنا اللہ کے ماسواء سب کو چھوڑنا تو گویا سب کو چھوڑا اور روزے رکھے اور روزہ رکھنے کے بعد ماسوائے محبوب کو ترک کردیا اس کو چھوڑ دیا اللہ نے کہا اے میرے ماسواء کو چھوڑنے والے آ میرے دربار میں کہاں؟ آجا میرے پاس سبحان اللہ! اب ان کی طرف سے بلاوا آ گیا۔

حج بیت اللہ کی تاثیر

شفیق الامت حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب مدظلہ العالی

ماہنامہ دعوۃ الحق
ذوالحجہ ۱۴۴۳ھ جولائی 2022ء

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اللہ تعالیٰ کیلئے حج کرے اور اس میں بُری باتیں اور بُرے کام نہ کرے تو وہ حج کر کے اسی طرح لوٹتا ہے گویا کہ آج اس کی ماں نے اُسے جنا۔

حج کی حقیقت ہی یہی ہے کہ اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کے نازل ہونے کی جگہ میں حاضری دینا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اللہ کی دعوت پر لبیک کہنا اور اس عظیم الشان قربانی کی روح کو زندہ کرنا، ابراہیم علیہ السلام واسماعیل علیہ السلام جیسی برگزیدہ بندوں کی پیروی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے تسلیم ورضا، فرمانبرداری اور اطاعت کے ساتھ اپنی گردن جھکا دینا۔ اور اس بندگی کے طریقے کو اسی طرح بجالانا جس طرح وہ ہزاروں برس پہلے بجالائے اور خدائی نوازشوں اور بخششوں سے مالا مال ہوئے یہی ملت ابراہیمی اور یہی حقیقی اسلام ہے یہی روح اور یہی باطنی احساس ہے جس کو حاجی حضرات ان برگزیدہ بندوں کے مقدس اعمال کو اپنے جسم پر سجا کر ظاہر کرتے ہیں۔ اسی ابتدائی دور کی طرح بغیر سلے ہوئے کپڑے

پہنتے ہیں، اپنے بدن اور سر کے بال نہ منڈواتے ہیں نہ کٹواتے ہیں، نہ خوشبو لگاتے ہیں نہ رنگین کپڑے پہنتے ہیں، نہ سر ڈھانپتے ہیں جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ میں حاضر ہو کر پکارا۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

”میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ سب خوبیاں اور سب نعمتیں تیری ہی ہیں اور سلطنت تیری ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

آج ان تمام حاجیوں کی زبانوں پر وہی تین چار ہزار سال پہلے کے کلمات جاری ہوجاتے ہیں۔ یہ توحید کی صدا ان تمام مقامات اور بلند گھاٹیوں میں بلند کرتے ہیں جہاں ان دونوں نیک بندوں کے نقش قدم زمین پر پڑے۔ پھر اسماعیل علیہ السلام کی والدہ محترمہ ہاجرہ علیہا السلام نے پانی کی تلاش میں صفا و مروہ کے درمیان چکر لگائے آج حاجی وہاں سعی کرتے ہیں چلتے ہیں مخصوص جگہ میں دوڑتے ہیں۔ دُعاء کرتے ہیں گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں۔ عرفات کے بڑے میدان میں جمع ہو کر اپنی گذشتہ عمر کے گناہوں اور کوتاہیوں کی معافی چاہتے ہیں، اللہ کے حضور گڑگڑاتے ہوئے روتے ہیں، اپنے قصور معاف کرواتے ہیں، اور وہاں آئندہ زندگی میں اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کا عہد کرتے ہیں اسی وقوف عرفات کو حج کا بنیادی رکن کہتے ہیں یہ تاریخی میدان دُعاء کے مقامات، لاکھوں بندگان خدا کا ایک وحدت کے رنگ میں ایک لباس، ایک ہی جذبہ میں سرشار، ایک بے آب و گیاہ،

خشک میدان، پہاڑوں کے درمیان دُعائے مغفرت کی پکار گذشتہ عمر کی کوتاہیوں اور بربادیوں پر آہ وزاری، اپنی بدکاریوں کا اقرار، بڑے بڑے شقی القلب لوگوں کے دل موم کی طرح پگھلنے لگتے ہیں۔ پھر اس پاکیزگی کے بعد یہ احساس کہ یہی وہ مقام ہے جہاں ابراہیم علیہ السلام سے لے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک بہت سے انبیاء اسی حالت اور اسی صورت میں اسی جگہ کھڑے ہوئے تھے۔ ایسا روحانی منظر، ایسا کیف، ایسا اثر، ایسا گذار، ایسی تاثیر پیدا کرتا ہے جس کی مٹھاس روح اور جسم کی تارتار اور نس نس میں رچ بس جاتی ہے۔ پھر حاجی قربانی کرتے ہیں۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔

اور پھر یہ کہتے ہیں ''میں نے موحد بن کر ہر طرف سے منہ موڑ کر اس کی طرف منہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں'' (الانعام، آیت:۷۹)

پھر حاجی یہ اقرار کرتا ہے۔

''میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو تمام دنیا کا پروردگار ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور یہی حکم مجھے ہوا ہے اور میں سب سے پہلے فرمانبرداری کا اقرار کرتا ہوں''۔ (الانعام، آیت:۱۶۲، ۱۶۳)

حج بیت اللہ کی ان تمام کیفیات کو سمیٹ کر لانے والا یقیناً ارشاد نبوی کے مطابق ایسا ہوتا ہے گویا ابھی جنم لیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حج بیت اللہ کرنے کی سعادت عطا فرمائے اور پھر اس کی برکات سے بھی مستفیض فرمائے۔ آمین

ذی الحجۃ الحرام ۱۴۴۳ھ

مجالسِ حکیم الامتؒ

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہٗ

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کے اصلاحی ملفوظات جو روحانی زندگی میں عجیب انقلاب پیدا کرتے ہیں

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اخلاق رذیلہ اپنی ذات سے مذموم نہیں بُرے محل میں صرف کرنا مذموم ہے مثلاً شہوت ہے غضب ہے کیا یہ اپنی ذات میں مذموم ہیں ہرگز نہیں بلکہ ان میں حکمت ہے جس کا ظہور محل میں صرف کرنے اور غیر محل سے روکنے پر ہوتا ہے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اسی کو فرماتے ہیں ؎

شہوت دنیا مثال گلخن است کہ ازو حمام تقوی روشن است

(شہوت دنیا کی مثال بھٹی کے ہے کہ اس سے تقویٰ کا حمام گرم ہے)۔

بلکہ جس شخص کے اندر جس قدر شہوت قوی ہوتی ہے اس کے احتساب (قابو میں رکھنے) سے اور زیادہ نور پیدا ہوتا ہے کہ اور ایسے شخص کے احتساب سے جس کے اندر شہوت کمزور ہے ویسا نور نہیں پیدا ہوتا کیونکہ قربِ خداوندی افعال اختیاریہ سے حاصل ہوتا ہے تو اختیار کا استعمال جس قدر راشق (شاق) ہوگا اتنا ہی قرب زائد ہوگا اس لئے ان رذائل کے ازالہ کی ضرورت نہیں صرف امالہ کی ضرورت ہے کہ غیر محل سے پھر کر محل میں صرف کرتے۔

فرمایا کہ آج کل صحبت اہل اللہ کو میں قریب قریب فرض عین کہتا ہوں

کیونکہ یہ زمانہ بہت ہی پُرفتن ہے بدون اس کے ایمان کا محفوظ رہنا مشکل ہے اور جو چیز ہر شخص کیلئے ایمان کے محفوظ رہنے کی شرط ہو اس کے فرض عین ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے اور اس میں کوئی کیا اعتراض کرسکتا ہے۔

فرمایا کہ آج ایک صاحب کا گنگوہ سے خط آیا ہے۔ لکھا ہے کہ یہ معلوم ہوا کہ آپ نے قصبہ جلال آباد سے جبہ والوں کو بلایا اور بوقت زیارت بے ہوش ہوکر گر گئے یہ کہاں تک صحیح ہے؟ فرمایا کہ یہاں پر ایک صاحب ہیں جبہ والوں کو انہوں نے بلایا اور مشہور یہ ہوگیا کہ میں نے بلایا میں تو تبرکات کے ایسے اہتمام کو پسند نہیں کرتا کہ دُور دُور سے بلا کر زیارت کی جاوے کہ یہ افراط ہے اسی طرح تفریط بھی پسند نہیں اسی واسطے میں نے ایک رسالہ جبہ کے متعلق لکھ دیا ہے اس میں افراط وتفریط اور درجہ اعتدال کو صاف صاف ظاہر کردیا ہے اور بوجہ اختلاف اقوال کے ایک عجیب مثال سے اس کے درجہ احترام کو ظاہر کیا ہے وہ مثال یہ ہے کہ جیسے کسی کا سیّد ہونا مختلف فیہ ہو تو اس کا بھی ادب تو کرتے ہیں مگر نافی سیادت پر نکیر نہیں کرتے اور مثبت پر اعتراض نہیں کرتے نیز درجات احترام کے متعلق یہ سمجھنا چاہئے کہ اول درجہ کے احترام کے قابل تو احکام ہیں ان کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجزاء مبارکہ ان کے بعد حضرات صحابہ کرام واہل بیت اور ان کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ملبوس شریف۔ تو ہر چیز کو اپنے درجہ پر رکھنا چاہئے اور اکثر کو اس حفظ حدود کا قائم رکھنا بڑا مشکل کام ہے اس حفظ حدود پر ایک واقعہ یاد آیا جب حضرت شاہ محمد اسحاق صاحبؒ نے ہجرت کرکے تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا اس وقت ان کے ایک شاگرد اجمیر میں تھے ان کو لکھا کہ ہم عرب کو جارہے ہیں اور اجمیر راستہ میں ہے اور خیال یہ ہے کہ حضرت

خواجہ صاحب کے مزار کی زیارت کرتے ہوئے جائیں ان شاگرد نے لکھا کہ میں یہاں پر انسداد بدعت کیلئے دور دراز سے قبروں کی زیارت کیلئے سفر کرنے کو منع کرتا ہوں اگر آپ یہاں تشریف لائے تو میری تمام محنت برباد ہوجائے گی اور انتظام شریعت سب درہم برہم ہوجائے گا لوگ یہ ہی سمجھیں گے کہ آپ اسی ارادہ سے یہاں تشریف لارہے ہیں اس لئے یہاں تشریف لانا مناسب نہیں۔

حضرت شاہ صاحب نے جواب میں تحریر فرمایا کہ جو کچھ تم لکھ رہے ہو بالکل ٹھیک ہے لیکن حضرت ہمارے مشائخ میں سے ہیں ہم سے صبر نہیں ہوسکتا کہ مزار راستہ میں ہو اور ہم زیارت نہ کریں باقی جو تم نے لکھا ہے وہ بھی ضروری قابل رعایت چیز ہے تو اس کا انتظام یہ ہوسکتا ہے کہ میں تو وہاں آؤں اور زیارت کروں اور تم اسی تاریخ میں اپنے وعظ کا اعلان کردینا اور اس میں قبروں کی زیارت کیلئے سفر کرنے کی مذمت کرنا اور میں مجمع عام میں اس بیان کی تصدیق کردوں گا اور کہہ دوں گا کہ مجھ سے اس سفر میں غلطی ہوئی کیا ٹھکانا ہے اس بے نفسی اور اللہ اور رسول کے عشق کا یہ حضرات ہیں جو اللہ اور رسول کے واسطے جان ومال وآبرو سب فدا کردیتے ہیں کیسی خوبصورتی سے خواجہ صاحب کے عشق کو اور شریعت مقدسہ کی مصلحت اور انتظام کو جمع کردیا کیا دوسرا ایسا کرسکتا تھا؟ یہ فہم ان ہی حضرات کو عطا ہوتا ہے یہ حضرات جامع ہوتے ہیں زاہد خشک اور اہل ظاہر ان چیزوں کو سمجھ بھی نہیں سکتے بس اعتراض ہی کرنا جانتے ہیں اور ان کے پاس ہے ہی کیا سوائے اعتراضات کے اور یہ سب چیزیں کسی کامل کی جوتیاں سیدھی کرنے ہی سے نصیب ہوسکتی ہیں نری کتابوں کے پڑھنے سے بھی کچھ نہیں ہوتا جب تک کسی کی صحبت میں نہ رہا ہو۔

ذی الحجۃ الحرام ۱۴۴۳ھ

اِرشاداتِ محی السنہؒ

مرتب: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

شیخ المشائخ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ کے روح پرور انقلابی اور معرفت سے بھرپور مجالس پیشِ خدمت ہیں۔

بھر رہا ہے دل میں حبّ جاہ و مال
کب سماوے دل میں حبّ ذوالجلال

ارشاد فرمایا کہ حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے:

''حُبُّ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ''

''دنیا کی محبت تمام خرابیوں کی جڑ ہے''

اب یہاں ایک سوال ہوتا ہے کہ دنیا کی محبت تمام خرابیوں اور برائیوں کی جڑ کیسے ہے؟ تو بات یہ ہے کہ دو چیزیں ہیں، ایک ہے دنیا اور ایک ہے آخرت، ظاہر ہے کہ ان دونوں میں سے جس کی محبت ہوگی اسی کی فکر غالب ہوگی اور اسی کیلئے کام کرے گا اور اسی کا اہتمام کرے گا، دوسری طرف نہ توجہ ہوگی نہ ہی اس کیلئے فکر و کوشش ہوگی۔ حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ جو جلیل القدر تابعی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ:

''مَثَلُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ کَمَثَلِ رَجُلٍ لَّہٗ ضَرَّتَانِ اِنْ اَرْضٰی اَحَدُھُمَا اَسْخَطَ الْاٰخِرَ''

’’دنیا اور آخرت کی مثال اس شخص کی طرح ہے کہ اس کی دو سوکن ہوں اگر ایک کو راضی کرتا ہے تو دوسری کو ناراض کر دے گا‘‘۔

اسی طرح دنیا و آخرت کا معاملہ ہے کہ دونوں میں سے ایک سے محبت دوسرے سے بے تعلق کر دیتی ہے تو جب دنیا کی محبت ہوگی تو آخرت کا اہتمام نہ ہوگا جس کی بناء پر نہ برائیوں سے بچے گا اور نہ ہی اچھے اعمال کرے گا کیونکہ آخرت کی فکر اور اس کا خوف یہ بنیاد ہے معصیت اور جرائم روکنے کی، اسی لئے فرمایا گیا کہ دنیا کی محبت تمام برائیوں کی بنیاد ہے۔

ارشاد فرمایا کہ یہاں ایک بات اور سمجھنے کی ہے کہ ایک طرف تو حکم ہے کہ دنیا سے دل نہ لگائے اور اس سے محبت اور تعلق نہ رکھے، دوسری طرف یہ بھی ہے کہ انسان جب تک زندہ ہے اس وقت تک اس کے ساتھ یہاں کی ضروریات لگی ہوئی ہیں، اپنے اور اپنے متعلقین، اعزہ و اقرباء کے حقوق ہیں، جن کی ادائیگی اس کے ذمہ ضروری ہے۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ روپیہ پیسہ ہو مال کمائے تاکہ ضروریات زندگی پوری ہوسکیں اور ہر ایک کے حقوق ادا ہوسکیں تو بات یہ ہے کہ اس کے دو درجے ہیں، ایک درجہ ہے ضرورت کا اور ایک درجہ ہے محبت کا۔ بقدر ضرورت دنیا کا کمانا، اس کی تو اجازت ہے بلکہ حلال طریقہ پر حاصل کرنا یہ طاعت ہے اور اسکا حکم بھی ہے، البتہ اس سے دلچسپی لینا، اس میں دل لگانا اور اس سلسلہ میں حد سے بڑھ جانا کہ ہمہ وقت اسی کی فکر اور اس کی دھن میں رہے اس سے منع کیا گیا ہے، اس درجہ تعلق نقصان دہ ہے۔ اور ہلاکت کا ذریعہ ہے۔

ملفوظاتِ طبیب الامت

مرتب: حضرت مفتی خواجہ معصوم ثاقب صاحب زید مجدہم

طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت حکیم کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم کی صحبت کیمیاء اثر کے چند نقوش جو قارئین دعوۃ الحق کے پیش خدمت ہیں

باری تعالیٰ بار بار قرآن شریف میں کیوں ارشاد فرمارہے ہیں کہ اِتَّقُوا اللہ، اس سے کیا مراد ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کوئی ہوا ہیں جو ان سے خوف زدہ ہوجائے۔ اللہ سے ڈرنے کا مقصد یہ ہے کہ تم گناہ مت کرنا اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک مقررہ مدت تک کام کرنے کیلئے دنیا میں بھیجا ہے، اس کے بعد ہم سب کو ان ہی کے پاس ہی واپس آنا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہماری ہدایت کے لئے نسخہ بھی بھیجا، نسخہ سے مراد کتاب اور سنت ہے اور طبیب متعین کیا یعنی نبی اور پھر ان کے بعد ولی بھیجا اور فرمایا کہ ان کی باتوں پر عمل کرنا، کتاب بھیجی، نبی بھیجا اور پھر ولیوں کا سلسلہ تواتر کے ساتھ جاری رکھا تاکہ مضمون ذہن نشین ہوجائے۔ اللہ کے نبیوں نے پھر ان کے بعد ولیوں نے یہی تلقین کی کہ تم دنیا میں اپنا جی مت لگانا، تھوڑے دن کی زندگی تم کو دی جارہی ہے اور تم کو اللہ ہی کے پاس واپس جانا ہے، کیا اللہ تعالیٰ نے ہم کو بیکار پیدا کیا ہے۔ قرآن میں عبث کا لفظ آیا ہے، اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہمیں بھیجنے کا مقصد یہ رکھا کہ تم ہماری کائنات کا مشاہدہ کرو، تم کو اس سے معرفت ملے گی کہ خالق اور مالک نے کیسی کیسی چیزیں بنائی ہیں۔ ایک ہی مٹی ہے، کہیں منجمد ہوگئی تو وہاں پہاڑ بن گیا

اور کہیں منجمد نہیں ہوئی تو ریت بن گئی، وہی مٹی ہے، اسی مٹی سے سونا نکالتے ہیں، لوہا نکالتے ہیں، جتنی بھی معدنیات ہیں سب اسی سے نکالتے ہیں۔ اسے کہتے ہیں عجائبات، اس پر غور کرو، انہیں سب باتوں کی اللہ تعالی نے بار بار تاکید فرمائی ہے، ان عجائبات کو دیکھو اور ان کو سمجھو پھر تمہیں اس سے ہماری معرفت ملے گی۔

انسان جب تخلیق کائنات پر غور کرتا ہے تو اسے اللہ کی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی توفیق ہوتی ہے، خاص طور پر دو اعضاء کا شُکر کم لوگ ادا کرتے ہیں، ایک کان کا اور دوسرے آنکھوں کا۔ ہم جس کان سے دین کی باتیں سن رہے ہیں اس کا کیا شکر ادا کر رہے ہیں، جن آنکھوں سے کیا کیا چیز ہم دیکھ رہے ہیں اس کا کیا شکر ادا کر رہے ہیں، انہیں آنکھوں سے ہم ان کی کائنات کو دیکھ رہے ہیں پھر بھی اس کا شکر ادا نہیں کر رہے ہیں۔ جو نابینا ہیں ان سے آنکھوں کی قدر معلوم کرو، بچاروں کو کچھ بھی نہیں دکھائی دیتا، ذرا سی دیر لگتی ہے نگاہوں کی روشنی سلب ہونے میں، کسی کے دیدے ایک دم سے ٹھہر جاتے ہیں، اس میں ایک لمحہ لگتا ہے، چلتے پھرتے ذرا سا بھی کچھ ہو جائے فوراً دیدے منجمد ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ صرف ایک طرف دیکھ پاتے ہیں۔ ایک صاحب کو میں جانتا ہوں ان کی حالت یہ ہے کہ وہ کسی بھی چیز کو سیدھے ہو کر دیکھنا چاہیں تو نہیں دیکھ پاتے، ٹیڑھے ہو کر چیزوں کو دیکھتے ہیں، گردن کو جب وہ دائیں یا بائیں گھماتے ہیں تب انہیں سامنے کی چیز مکمل طور پر نظر آتی ہے لہذا عزیزو جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں ان پر غور کرو، سوچو اللہ تعالیٰ نے کیا کیا چیزیں دی ہیں، روزانہ عمدہ سے عمدہ نعمتیں کھا رہے ہیں، ساری سہولتیں میسر ہیں، ان سب کا ہم کیا شکر ادا کرتے ہیں۔ یہ بھی توفیق الٰہی کی بات ہے، اس نے ہمیں ہدایت دی، ہم اس کا شکر ادا کرتے ہیں یا نہیں۔

روحِ تصوف

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

۲ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۵۸ھ) فرماتے ہیں کہ تقویٰ یہ ہے علم کی حد پر بغیر کسی تاویل کے ٹھہر جاوے۔

فائدہ: یعنی جس چیز کے متعلق حلال یا حرام اور جائز یا ناجائز کا علم ہوجاوے فوراً اس کے مقتضی پر عمل کرے ناجائز کے جائز ہونے کی تاویلیں ڈھونڈنے کی فکر میں نہ پڑے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ (موصوف الصدر) فرماتے ہیں کہ جو شخص تقویٰ کی دقیق چیزوں پر نظر کرے گا وہ بڑی بڑی عطاؤں تک نہ پہنچے گا اور کہا گیا ہے کہ جس شخص کی نظر دین کے بارے میں گہری ہوگی قیامت میں اس کی عزت بڑی ہوگی۔ یہ تفسیر اس سے اچھی ہے کہ دقیق النظر کا خطرہ بھی زیادہ ہے اس سے اس کی وقتِ نظر کے مناسب باز پرس ہوگی۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۹۷ھ محتاج تعارف نہیں) فرماتے ہیں کہ زہد کی حقیقت یہ ہے کہ جس چیز سے آدمی کا ہاتھ خالی ہو اس سے اس کا دل بھی خالی ہو۔

حضرت ابوبکر فارسی رحمۃ اللہ علیہ (ان کا سن وفات ہمیں معلوم نہیں ہوسکا) سے پوچھا گیا کہ باطنی اور معنوی خوشی کسے کہتے ہیں فرمایا کہ گذشتہ اور آئندہ کی فکروں میں مشغول نہ ہونا نیز ابوبکر فارسی فرماتے ہیں کہ جب تک آدمی (دینی یا دنیوی) ضروریات کے متعلق کلام کرتا رہے اس وقت تک وہ (حکماً) سکوت ہی کی حد میں ہے حضرت مصنف (مرحوم) فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ اُن میں اہلِ افادہ بزرگوں پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا جو (بغرض افادہ) کلام کرتے رہتے ہیں

(مقصود ابوبکر فارسی کا یہ ہے کہ سکوت ظاہری سے زیادہ اہتمام سکوت باطنی کا ضروری ہے)۔

اُستاد ابوعلی وقاق رحمۃ اللہ علیہ (ان کا سن وفات معلوم نہیں ہوسکا) فرماتے ہیں کہ خوف کی حقیقت یہ ہے، کہ تم اپنے نفس کو اُمیدیں دلا کر نہ بہلاؤ۔

فائدہ: کہ شاید حق تعالیٰ معاف فرمادیں یا کوئی شفاعت بھی کردے یا عنقریب توبہ کرلوں گا بلکہ ہر معصیت سے بچتے رہو اور ہر غلطی پر فوراً توبہ کرلو۔ اور حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۵ھ) سے دریافت کیا گیا کہ بندہ کو خوفِ خدا کا راستہ کس وقت آسان ہوسکتا ہے۔ فرمایا کہ اس وقت کہ وہ اپنے آپ کو ایک مریض سمجھے کہ ہر چیز سے (جس میں ضرر کا احتمال ہو) پرہیز کرے کہ کہیں بیماری دیر تک قائم نہ رہے اور حضرت ابوعثمان (ان کا سن وفات معلوم نہ کرسکا) فرماتے ہیں کہ خوف کی علامت یہ ہے کہ آدمی دنیوی اُمیدیں زیادہ نہ باندھے یعنی خوف کی خاصیت سے طول امل خود قطع ہوجاتا ہے۔

ایک شخص نے بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۲۷ھ سے) عرض کیا کہ میں محسوس کرتا ہوں کہ آپ موت سے ڈرتے ہیں فرمایا (ہاں) اللہ تعالیٰ کے سامنے جانا بڑا بھاری معاملہ ہے۔ حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ موت فی نفسہٖ خوف کی چیز نہیں (بلکہ اس کا خوف اس بناء پر ہے کہ حق تعالیٰ کے سامنے جانا ہے)۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۵ھ) فرماتے ہیں کہ قلب کیلئے مناسب یہ ہے کہ اس پر خوف ہی غالب رہے کیونکہ جب اُمید غالب ہوجاتی ہے تو قلب فاسد ہوجاتا ہے۔ حضرت مصنف (مرحوم) فرماتے ہیں کہ یہ ارشاد اکثر احوال اور اکثر لوگوں کے اعتبار سے ہے ورنہ بعض حالات میں اور بعض لوگوں کیلئے غلبۂ اُمید ہی میں سلامتی منحصر ہوجاتی ہے (یعنی غلبہ خوف سے اُن کا قلب ایسا ضعیف ہوجاتا ہے کہ قریب قریب معطل ہوجاتا ہے)۔

حضرت ابوعثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۷۲ھ) فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے نفس کو خوف ہی دلاتا رہے وہ مایوس ہوجاتا ہے۔ اس لئے چاہئے کہ کبھی اُمید دلائے اور کبھی خوف (یہ تفصیل درجہ اکتساب میں ہے اور درجہ حال میں کسی ایک کا غالب ہوجانا وہ ہر حال میں خیر ہے)۔

غم کے بارے میں علماء طریق میں اختلاف ہے، عام علماء کا قول یہ ہے کہ دین کا غم انسان کیلئے نافع ہے لیکن دنیا کا غم سودہ محمود (نافع) نہیں مگر حضرت عثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۹۸ھ) فرماتے ہیں کہ غم خواہ کسی چیز کا ہو ہر طرح مؤمن کیلئے فضیلت اور زیادتی اجر وثواب کا سبب ہے جب تک کہ یہ غم کسی معصیت کے فوت ہوجانے پر نہ ہو (اگر معاش کے فوت ہوجانے پر ہو) کیونکہ غم دنیا اگر تخصیص (یعنی تقرب الی اللہ) کا سبب نہ ہو تو کم از کم تمحیص (یعنی گناہوں اور رذائل سے پاک کرنے) کا ذریعہ یقیناً ہے (جیسے دوسرے مصائب اور تکالیف کا حکم ہے)۔

حضرت ابوالحسین ورّاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے ابوعثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ سے غم کے بارہ میں سوال کیا (یعنی کس قدر مفید ہے) تو فرمایا کہ غمگین آدمی کو غم کے متعلق سوال کرنے کی فرصت نہیں ہوا کرتی پہلے کوشش کرو کہ غم حاصل ہوجاوے پھر (اگر ضرورت ہوگی) دریافت کرنا (یعنی پھر اس کی فرصت بھی نہ ہوگی)۔

ابن سالم رحمۃ اللہ علیہ سے دو واسطہ کے ساتھ یہ روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ بھوک کا ادب یہ ہے کہ اپنی عادت (خوراک) سے صرف اتنا کم کھاوے جتنا بلی کا کان (یعنی بہت ہی کم) حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ جو لوگ ضعیف البدن یا ضعیف الہمۃ ہیں ان کیلئے یہی مناسب ہے، ورنہ اس باب میں قوی لوگوں کے مناسب دوسرے اقوال بھی ہیں۔

سالکین کیلئے زرین ہدایات

حضرت مولانا شرف الدین یحییٰ منیری نوراللہ مرقدہٗ

معلوم ہونا چاہئے کہ ایمان جب کامل ہوگیا اور توبہ درست ہوگئی تو مرید کو چاہئے کہ ہمیشہ باوضو رہے۔ ہرگز ہرگز ایک ساعت بے وضو نہ رہے۔ رات کا وقت جاڑے کا موسم سرد سے سرد پانی کیوں نہ ہو۔ اور ہر وضو کے بعد دو رکعت تحیۃ الوضو ضرور ادا کرے۔ اس کو فوت ہونے نہ دے۔ پانچوں وقت کی نماز باجماعت ادا کرے۔ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرتا رہے۔ اس لئے کہ ''اَلْمُنْتَظِرُ لِلصَّلٰوۃِ كَاَنَّهٗ فِي الصَّلٰوۃِ'' (جو کوئی نماز کا انتظار کرتا ہے وہ ایسا ہے گویا نماز ہی میں ہے) ہر نماز کے بعد وہ درود اور وظیفہ جس کو خود اس نے اپنا معمول کرلیا ہے یا جس وِرد کو اس کے پیر نے فرمایا ہے بحضورِ قلب پورا کیا کرے۔ اور سنو، جب مرید رات رہتے صبح کے قبل بیدار ہو، حوائجِ ضروری اور طہارتِ واجبی سے فرصت کرکے بعد وضو شکرانۂ وضو کی نماز پڑھے اور سو بار کہے ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنَ الذُّنُوْبِ كُلِّهَا صَغِيْرِهَا وَ كَبِيْرِهَا سِرِّهَا وَجَهْرِهَا۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي بِرَحْمَتِكَ'' (میں اللہ سے توبہ مانگتا ہوں، اپنے کل گناہوں سے چھوٹے اور بڑے۔ ظاہر اور چھپے ہوئے۔ اے اللہ مجھ کو اپنی رحمت سے بخش دے)۔ اور جب صبح صادق ظاہر ہو دو رکعت نماز سنتِ فجر ادا کرے۔ پہلی رکعت میں سورۂ کافرون، دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھے۔ حضرتِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ سنت کے بعد یہ دُعاء پڑھے۔

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رَحْمَۃً مِنْ عِنْدِکَ تَھْدِیْ بِھَا قَلْبِیْ''

(اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں تیری رحمت جو میرے قلب کو راستہ دکھائے۔الخ)۔

قوت القلوب میں مسطور ہے کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دُعاء کو پابندی کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔اور ستر بار کہے ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمَ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ التَّوْبَۃَ'' (میں توبہ مانگتا ہوں اُس اللہ سے کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ زندہ اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے توبہ کیلئے سوال کرتا ہوں)۔اس کے بعد نماز فرض فجر بحضور قلب اور باجماعت ادا کرے۔نماز تمام کر کے قوت القلوب میں جو دُعائیں آئی ہیں ان میں مشغول ہوں۔اسی قدر دُعا کی عادت کرے جس کی پابندی ہو سکے۔ہر وقت توبہ کرتا رہے۔توبہ کو کسی وقت نہ بھولے جس قدر عمر لہو ولعب میں گذری ہے اُس کی مغفرت چاہتا رہے۔اور وقتوں میں زیادہ بڑ نہ لگایا کرے۔باتیں کم کیا کرے۔ہاں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوامر ونواہی کو البتہ کہہ سکتا ہے۔یا مسلمانوں کی اصلاح کیلئے دُعاء کر سکتا ہے یا ایسی بات کرے جس میں برادرانِ اسلام کا نفع ہو، یا ایسی بات ہو جس سے بے علم کو علم حاصل ہو۔اس قسم کی باتیں ذکر کے درجہ میں ہیں۔جہاں تک ممکن ہو قبلہ رُو بیٹھا کرے۔اگر اس کا موقع نہ ہو کہ کسی صاحبِ دل کی زیارت یا پیر کی صحبت یا عالمِ ربانی کی مجالست میسر ہو سکے تو مصلّے پر بیٹھ کر مسجد یا گھر میں ذکر کے ساتھ مشغول رہنا بہتر اور فاضل تر ہے۔

اخلاقِ سلف

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاپگڈھی نور اللہ مرقدہٗ

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ بعض علاقوں کے قاضیوں کی خبر میں نے سنی ہے کہ جب کچھ محصول ان کے پاس نہ آتا تو تونگر لوگوں پر جھوٹے مقدمے کھڑے کردیتے کہ انھیں اسی ذریعہ سے کچھ حاصل ہوجائے۔ جب یہ باتیں ہوں تو کس طرح حق کو حق اور باطل کو باطل قرار دے گا لہٰذا آج کل سلامتی اسی میں ہے کہ آدمی کسی قسم کی حکومت کا طالب نہ ہو۔ ہاں اگر بطور شرع اس کیلئے متعین ہوجاوے یا اس پر مجبور کیا جاوے تو معذور ہے۔ والحمد للہ رب العٰلمین

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ دوستوں کے حالات کا ذکر اکثر کرتے رہتے۔ یونہی بے کار نہیں بلکہ تاکہ ان کو کھانے، کپڑے، نقود، ادائے قرض وغیرہ اُمور میں امداد کرتے رہیں۔ لیکن اب یہ خصلت کالعدم ہوگئی ہے۔ بلکہ لوگ اس کے برخلاف چل رہے ہیں۔ اکثر دفعہ لوگ اپنے دوست سے پوچھتے ہیں کہ تم کیسے ہو؟ تو وہ جواباً کہتا ہے، میں اچھا ہوں الحمدللہ۔ اور اصل حقیقت مخفی رکھتا ہے، کیونکہ اسے معلوم ہے کہ میرے دوست کو میرا غم نہیں۔ نیز دوست کا حال دریافت کرنا بھی ایک کلمہ ہے جس کی عادت ہوگئی ہے۔ اس کا کچھ

نتیجہ نہیں۔ چنانچہ دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ چلتے چلتے دوست کے حالات دریافت کرتے ہیں اور جواب کا بھی انتظار نہیں کرتے۔ یعنی نہ سائل جواب کیلئے ٹھہرتا ہے اور نہ مسئول عنہ جواب دینے کی تکلیف برداشت کرتا ہے اسی واسطے حضرت علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم اپنے دوست کی امداد یا اس کے غم کی برداشت یا اس کیلئے دُعا کرنا نہیں چاہتے تو دوست سے اس کی حالت ہرگز دریافت نہ کرو۔ کیونکہ یہ منافقت ہے۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ کی طبیعت کیسی ہے تو آپ نے فرمایا، مجھے معلوم نہیں کہ جنت میں جاؤں گا یا دوزخ میں۔ ایسا ہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ آپ کا مزاج کیسا ہے، تو آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا رزق کھاتا ہوں اور اس کا شکر ادا نہیں کرتا۔

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے بھی یہی سوال ہوا تو آپ نے فرمایا، اگر میں آگ سے بچ جاؤں تو اچھا ہوں۔ ایک دفعہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے یہی سوال ہوا تو انھوں نے کہا، میری عمر کم ہوتی جارہی ہے اور گناہ زیادہ ہوتے جارہے ہیں۔

حامد لفاف رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا، خیر وعافیت ہے، تو حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، اے حامد! خیر وعافیت اس وقت ہوگی جب پلصراط سے عبور ہوگا جنت میں داخل ہوجائیں گے تو۔ حامد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا آپ نے ٹھیک فرمایا۔ اے دوست! ان باتوں کو نگاہ رکھ۔ والحمد للہ رب العٰلمین

میں ہوں طلب گار تیرا

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی یہ عالم ہے گلزار تیرا
عجب نقشِ قدرت نمودار تیرا
خوشی غم میں رکھی ہے اور غم خوشی میں
عجب تیری قدرت عجب کار تیرا
الٰہی عطا ذرّۂ دردِ دل ہو
کہ مرتا ہے بے درد بیمار تیرا
کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے
میں تجھ سے ہوں یا رب طلب گار تیرا
نہیں دونوں سے کچھ ہے مطلوب مجھ کو
تو مطلوب ہے ، میں ہوں طلب گار تیرا
اُٹھائے غم ، رکھ اُمید امدادؔ حق سے
تجھے غم ہے کیا ، رَب ہے غم خوار تیرا

چند رسوم و بدعات

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ

سوال: محفل میلاد شریف میں شریک ہوکر یا غوث کہہ کر چیخنا کیسا ہے؟

جواب: یہ ناجائز ہے، ایک قسم کا شرک ہے ایسی محفل میں شرکت نہ کی جائے۔

سوال: لوگوں کی زبان زد ہے کہ زمانہ ایسا آ گیا، ویسا آ گیا، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زمانہ میں ہوں، گو کہنے والے زمانہ سے مراد وقت لیتے ہیں، اس کے معاملہ میں فرمایئے کہ کیا لفظ استعمال کریں؟ اور ان کی نیت میں خرابی نہیں ہے، مذکورہ سوال میں وعید ہوگی یا نہیں؟

جواب: زمانہ کو خود مؤثر بالذات اعتقاد کرنا غلط ہے۔ اگر وقت کو ظرف تصور کرتے ہوئے مثلاً اس طرح کہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانہ میں خیر غالب تھی، رفتہ رفتہ بعد میں خیر کم ہوتی گئی، اور شر بڑھتا گیا، تو صحیح ہے۔

سوال: اولیاء اللہ (مرحوم) سے مراد مانگنا جائز ہے یا نہیں، اور دور سے مدد کیلئے پکارنا کیسا ہے؟

جواب: مراد صرف اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے، کسی مرحوم ولی کو مدد کیلئے پکارنا منع ہے اگر یہ عقیدہ ہو کہ ہم جہاں سے پکاریں ولی مرحوم ہماری پکار سنتے اور ہماری مدد کیلئے آتے ہیں، تو یہ عقیدہ قطعاً غلط اور تعلیمات اسلام کے خلاف ہے، سخت خطرناک ہے۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیارا طریقہ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

وضو کی سنتیں

فائدہ: اس سے پہلے وضو کا طریقہ بتایا گیا تھا وہ سنت کے مطابق ہے

وضو میں بعض چیزیں فرض ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی چھوٹ جائے یا کچھ کمی رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا اور آدمی بے وضو رہتا ہے۔ وضو میں صرف چار چیزیں فرض ہیں؟

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھووٴ اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ۔

۱) ایک مرتبہ سارا منہ دھونا۔

۲) ایک ایک بار کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا۔

۳) ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا۔

۴) ایک ایک مرتبہ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا۔

اتنا کرنے سے وضو ہو جائے گا لیکن سنت کے مطابق وضو کرنے سے وضو کامل ہوتا ہے اور زیادہ ثواب ملتا ہے۔

(پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری سنتیں)

ماہنامہ دعوۃ الحق
ذوالحجہ ۱۴۴۳ھ جولائی 2022ء

گناہ اور اس کے نقصانات

شیخ الحدیث حضرت مولانا الحاج مفتی ابوعمار زاہد الراشدی صاحب مدظلہ العالی

آج ہم لوگ زہر کھا رہے ہیں یعنی بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہیں مگر اس کا تریاق وعلاج یعنی توبہ وشریعت وسنت پر عمل کے لئے تیار نہیں ایسی صورت میں زہر کھانے والا کب تک صحت مند رہ سکتا ہے جس طرح زہر کے استعمال کرنے سے زندگی کے بجائے موت آجاتی ہے اسی طرح ان گناہوں میں سے ایک ایک گناہ یہ بھی جنت کی زندگی کے بجائے جہنم میں پہنچا دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ فضل نہ فرمائے۔

چند گناہ کبیرہ جن پر وعیدیں آئی ہیں۔ جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔

(۵۰) وعدہ خلافی کرنا۔

قرآن پاک میں ہے جس سے وعدہ کرو پورا کرو جو وعدہ خلافی کرے گا اس کا حساب لیا جائے گا۔ لیکن اگر کسی نے خلافِ شریعت کام کا وعدہ کرلیا ہے تو اسے ہرگز پورا نہ کرے۔

(۵۱) چھپ کر کسی کی باتیں سننا۔

کوئی بات چھپانا چاہے اور کوئی دوسرا بہانے سے اس کو سنے تو حدیث میں ہے کہ قیامت میں اس کے کانوں میں گرم سیسا پگھلا کر ڈالا جائے گا۔

گناہ کے نقصانات

(۷۵) بسا اوقات نیکیوں کے فائدے ضائع ہوجاتے ہیں۔

(۴) الایمان بالرسل

نظر فرمودہ شیخ الحدیث عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ائمہ مجتہدین اور اولیاء کرام کے بارے میں عقیدے

عقیدہ کی تعریف: دین کی وہ اصولی اور ضروری باتیں جن کا جاننا اور دل سے ان پر یقین کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔

عقیدہ:۱ مسلمان جب خوب عبادت کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے، اور اللہ ورسول کی محبت دنیا کی تمام چیزوں کی محبت سے زیادہ رکھتا ہے، اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر طرح خوب تابعداری کرتا ہے تو وہ اللہ کا دوست اور پیارا ہوجاتا ہے، ایسے شخص کو ''ولی'' کہتے ہیں۔

عقیدہ:۲ اللہ کا کیسا ہی پیارا ہوجائے مگر نبی کے برابر نہیں ہوسکتا، اور جب تک ہوش وحواس درست ہیں شریعت کا پابند رہنا فرض ہے، نماز وروزہ اور کوئی عبادت اس سے معاف نہیں ہوتی جو گناہ کی باتیں ہیں اس کیلئے درست نہیں ہوجاتیں۔

عقیدہ:۳ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی توقیر اور عزت بڑھانے کے لئے کبھی کبھی ان کے ہاتھوں ایسی باتیں ظاہر کردیتے ہیں جو عادت کے خلاف اور مشکل ہوتی ہیں کہ دوسرے لوگ نہیں کرسکتے ایسی باتوں کو ''کرامت'' کہتے ہیں۔

DAWAT-UL-HAQ

#43 Mulla Street, Pernambut - 635 810. (Vellore Dist.)
Email: mudeer@dawatulhaq.in Phone: 04171-231292
www.dawatulhaq.in

FOR PRIVATE CIRCULATION ONLY

جواہر حکمت

اب اور کچھ ہے میرے دن رات کا عالم
ہر وقت ہے اب ان سے مناجات کا عالم

اب دل میں شب و روز جو ہے ان کا تصور
فرقت میں بھی رہتا ہے ملاقات کا عالم

(حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)